*International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024*
*pp: 784 - 801*

**OPEN ACCESS**
*IRJAIS*
*ISSN (Online): 2789-4010*
*ISSN (Print): 2789-4002*
*www. irjais.com*

# اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کے عصری محرکات: فکری و نظریاتی تجزیہ

# *Contemporary Motivations for the Renaissance of Islamic Civilization: An Intellectual and Ideological Analysis*

**Dr. Muhammad Riaz Mahmood**
*Associate Professor, Department of Islamic Thought, History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan*
*Email: riaz.mahmood@aiou.edu.pk*
**Dr. Muhammad Irfan Ahmad**
*Research Assistant, Department of Islamic Thought, History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan*
*Email: fanifarooqi@gmail.com*

**Abstract**

This article presents an analysis of contemporary motivations for the renaissance of Islamic civilization. The qualitative research methodology has been utilized for this purpose. Islamic civilization has shown extraordinary performance in the religious, cultural, moral and social fields in the service of humanity. As a result of the individual and collective weaknesses of the Muslims, this civilization has now faded into the background. Many Muslims are the bearers of the renaissance of this civilization due to the awakening of the consciousness of civilizational identity and the study of the world situation. There are many religious, political and social motivations for this intellectual dynamism and ideological struggle. The study of these contemporary motivations is an important need of the academic circles. This article has been presented for the fulfilment of this academic and research need.

**Keywords:** Civilizational Identity, Humanity, Ideological Struggle, Intellectual Dynamism, Islamic Civilization, Motivations, Muslims, Renaissance

## ۱۔ موضوع تحقیق کا تعارف اور پس منظر

اسلامی تہذیب نے انسانیت کی خدمت کے ضمن میں مذہبی و ثقافتی اور اخلاقی و سماجی شعبہ جات میں غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی کمزوریوں کے نتیجے میں یہ تہذیب اب پس منظر میں جا چکی ہے۔ ملی تشخص کے



CC BY

شعور کی بیداری اور عالمی صورت حال کے مطالعہ کے پیش نظر بہت سے مسلمان اس تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کے علم بردار ہیں۔ اس علمی تحرک اور نظریاتی جدوجہد کے بہت سے مذہبی، سیاسی اور سماجی محرکات ہیں۔ ان عصری محرکات کا مطالعہ وتجزیہ علمی حلقوں کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اسی علمی اور تحقیقی ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر اس مضمون کی تشکیل ہوئی ہے۔

اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ ایک ایسا کثیر الجہات موضوع ہے جس سے متعلق عربی، انگریزی اور اردو سمیت مختلف زبانوں میں بہت سے عمومی تذکرے اور علمی مباحث جزوی طور پر دستیاب ہیں۔ عربی زبان وادب کے قدیم وجدید مصادر اس ضمن میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ-۶۶۱ھ) نے "اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم" کے عنوان سے جو کتاب لکھی اس کے دو تفصیلی ابواب ہیں۔ پہلے باب میں " تشبہ " سے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کی گئی ہے جبکہ دوسرے باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام دوسرے الہامی مذاہب کے بارے میں کیا رویہ رکھتا ہے۔[1] ڈاکٹر عباس محمود العقاد (۱۹۶۴ء-۱۸۸۹ء) نے "اثر العرب فى الحضارة الأوروبية" میں اسلامی تہذیب کے پس منظر میں مختلف علوم وفنون، آداب جنگ اور سیاسی اصول کا ذکر کیا ہے۔[2] ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی (۱۹۶۴ء-۱۹۶۴ء) کی کتاب "من روائع حضارتنا" اسلامی تہذیب کی تاریخ، اس کی اثر پذیری اور نشاۃ ثانیہ کو واضح کرتی ہے۔[3] اسلامی تہذیب کے شاندار ماضی کی وضاحت کے ضمن میں ترک دانش ور ڈاکٹر فواد سیزگین "Fuat Sezgin" (۲۰۱۸ء-۱۹۲۴ء) کی کتاب "تاریخ التراث العربی" ایک اہم حوالہ ہے۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر فواد نے جرمنی میں معروف مستشرق ہیلموٹ رٹر "Hellmut Ritter" (۱۹۷۱ء-۱۸۹۲ء) سے اعلیٰ تعلیم و تحقیق کے ضمن میں رہنمائی حاصل کی تھی۔ مذکورہ کتاب دس جلدوں پر مشتمل ہے جس میں مسلمانوں کی مختلف علمی شعبہ جات میں خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ان اسباب کے مطالعہ کا حاصل بھی پیش کیا گیا ہے جو مسلمانوں میں علمی جمود اور تہذیبی زوال کا باعث بنے۔[4] یہ کتاب مسلمانوں کی علمی ترقیوں کے ایک یادگار ریکارڈ کو تو پیش کرتی ہے مگر اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کے بارے میں عصری رجحانات کو زیر بحث نہیں لاتی۔

ڈاکٹر توفیق یوسف الواعی (۲۰۱۹ء-۱۹۳۰ء) نے اپنی کتاب "الحضارة الاسلامیہ مقارنة بالحضارة الغربية" میں اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ نو سو صفحات کی اس کتاب میں ایک مقدمہ اور چار ابواب ہیں۔[5] ڈاکٹر عبد الحلیم عویس نے اسلامی تہذیب کے ماضی اور مستقبل کے بعض پہلوؤں کی وضاحت کے لئے جو کتاب تحریر کی اس کا عنوان "الحضارة الاسلامية ابداع الماضى وافاق المستقبل" ہے۔[6] ڈاکٹر ابو زید شلبی نے اپنی کتاب "تاريخ الحضارة الاسلامية والفكر الاسلامى " میں تاریخی اعتبار سے اسلامی تہذیب کے بعض بنیادی اصول ذکر کئے ہیں۔ علاوہ ازیں ممتاز مسلم سائنس دانوں کی خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ آخر میں اسلامی تہذیب کے ان اثرات کا ذکر کیا ہے جو مغربی تہذیب پر مرتب

ہوئے۔[7] ڈاکٹر عبد الوہاب کی کتاب "تاریخ الحضارۃ الاسلامیہ" میں اسلامی تہذیب کے پس منظر میں عربی تہذیب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ بعض سیاسی مباحث کے تناظر میں خلافت کے ادارے کی ابتداء پر بھی بات کی گئی ہے۔[8] عبد الرحمٰن حسن جنکۃ المیدانی نے "الحضارۃ الاسلامیۃ" کے عنوان سے کتاب لکھی۔ چار ابواب میں اسلامی تہذیب کی فکری اساس، استحکام تہذیب کے اصول، تہذیبی ارتقاء میں رسائل کے کردار اور دیگر تہذیبوں پر اسلامی تہذیب کے اثرات کو واضح کیا۔[9] ڈاکٹر محمد قاسم کی کتاب "الحضارۃ الاسلامیۃ فی المغرب" ان اثرات کو بیان کرتی ہے جو مغربی دنیا پر اسلام کی وجہ سے مرتب ہوئے۔[10] ڈاکٹر عبد الھادی الفضلی کے تہذیبی مباحث پر مشتمل محاضرات کو حسین منصور شیخ نے "الحضارۃ الاسلامیۃ بین دواعی النہوض وموانع التقدم" کے عنوان سے جمع کیا۔[11]

انگریزی زبان میں اسلامی تہذیب کے مختلف پہلوؤں سے متعلق جو کتب دستیاب ہیں ان میں ول ڈیورانٹ "Will Durant"(۱۸۸۵ء-۱۹۸۱ء) کی کتاب "The Story of Civilization" کو علمی حلقوں میں شہرت حاصل ہے۔ یہ کتاب اسلامی تہذیب سے متعلق عقائد و علوم اور مسلمانوں کی مختلف فتوحات کو ذکر کرتی ہے۔[12] سر ہملٹن الیگزینڈر روز کین گب "Sir Hamilton Alexander Rosskeen Gibb"(۱۸۹۵-۱۹۷۱ء) آکسفورڈ یونیورسٹی میں عربی کے استاد تھے۔ انہیں اسلامی علوم اور مسلم تاریخ سے خصوصی دلچسپی تھی۔ انہوں نے اپنی کتاب "Studies on the Civilization of Islam" میں اسلامی تہذیب کی تاریخ اور متعلقہ ادب پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ انہوں نے مشرق وسطیٰ کی تمدنی وسیاسی تاریخ پر بطور خاص بات کی ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور تصوف، قانون اور عربی ادب سے متعلق مضامین کا مجموعہ ہے۔[13] سموئیل پی ہنٹنگٹن "Samuel P.Huntington" (۱۹۲۷ء-۲۰۰۸ء) نے اپنی کتاب "The Clash of Civilizations and the Remarking of the World Order" میں تہذیبی تصادم کا نظریہ پیش کیا۔[14] فرانسس فوکویاما "Francis Fukuyama" (م ۱۹۵۲ء) نے اپنی کتاب "The End of History and the Last Man" میں نظریہ پیش کیا کہ دور حاضر میں صرف مغربی تہذیب غالب ہے جبکہ دیگر تمام تہذیبیں اپنا وجود کھو چکی ہیں۔ اب وہی لوگ شاہراہ ترقی پر گامزن رہ سکیں گے جو مغربی تہذیب کو اپنائیں گے۔ یہ کتاب اقوام عالم خصوصاً مغربی دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے سیاسی، معاشی اور سماجی تغیرات پر بات کرتی ہے۔ اس کتاب میں استعمال ہونے والی بعض اصطلاحات کا اپنا ایک مخصوص سامراجی پس منظر ہے۔ مصنف نے فلسفہ اور تاریخ کے مختلف مصادر کو استعمال کر کے مختلف ادوار سے متعلق مخصوص تہذیبی ارتقاء کی ایک جذباتی داستان کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے سقراط، افلاطون، ارسطو، ہابس، لاک، روسو، کانٹ، نطشے، ہیگل، مارکس اور کوجی وے کے حوالہ جات دیئے ہیں۔ کتاب پانچ بنیادی حصوں میں منقسم ہے اور اس کے اکتیس ابواب ہیں۔ اس میں مذکور مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ گزشتہ چند برسوں کے حالات

تقاضا کرتے ہیں کہ مغربی تہذیب ہی انسان کے نظریات ارتقاء کی معراج ہے۔اس ضمن میں مغربی طرز معاشرت کے محاسن پر تفصیلی دلائل دیئے گئے ہیں۔[15] جمہوریہ بوسنیا کے پہلے صدر علی عزت بیگووچ "Alija Ali Azetbegovic" (۱۹۲۵ء-۲۰۰۳ء) کی کتاب "Islam Between East and West" تہذیبی کشمکش کے حوالے سے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔[16] محمد عمر چھاپرا (۱۹۳۳ء) کی کتاب "Muslim Civilization" میں اسلامی تہذیب میں انحطاط کے مختلف عوامل اور اصلاح کے طریقوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔[17] ڈاکٹر گستاؤلی بان "Gustave Le Bon" (۱۸۴۱ء-۱۹۳۱ء) ایک فرانسیسی مستشرق ہیں۔ فرانسیسی زبان میں لکھی گئی ان کی کتاب "Civization des Arabes" کا انگریزی ترجمہ "The World of Islamic Civilization" کے عنوان سے دستیاب ہے۔اسلامی تہذیب جن علاقوں میں غالب رہی ان کی مذہبی، سماجی اور جغرافیائی تاریخ پر یہ ایک مفید کتاب ہے۔[18]

جان رچرڈ ہیز "John Richard Hayes" کی کتاب "The Genius of Arab Civilization :Source of Renaissance" مختلف ماہرین علم کے مضامین کا مجموعہ ہے۔یہ کتاب اسلامی تہذیب کی تشکیل و تعمیر میں عربوں کے کردار کی وضاحت کرتی ہے۔کتاب ادب، فلسفہ، تاریخ، فن تعمیر، سائنس، ٹیکنالوجی اور تجارت سمیت مختلف شعبہ ہائے علم میں عربوں کی خدمات کا تجزیہ پیش کرتی ہے۔[19] صلاح الدین زانچ نے اپنی کتاب "The Hidden Debt to Islamic Civilization" میں اسلامی تہذیب کے معاصر تہذیبوں خصوصاً مغربی تہذیب پر احسانات کو واضح کیا ہے۔[20] چیز ایف رابنسن "Chase F. Robinson" نے اپنی کتاب "Islamic Civilization Thirty Lives: The First 1000 Years" میں مسلم تاریخ کی پہلی ہزاری کی تیس منتخب شخصیات کی سوانح عمری ذکر کی ہے۔[21] آرنلڈ جوزف ٹائن بی "Arnold Joseph Toynbee" (۱۸۸۹ء-۱۹۷۵ء) نے اپنی کتاب "A Study of History" میں دنیا کی قدیم وجدید تہذیبوں کا جائزہ لیا۔اس نے لکھا کی اب تک چھ سو پچاس تہذیبیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ان میں سے پانچ سو ستر ایسی ہیں جن کے آثار بھی باقی نہیں ہیں۔یوں وہ مردہ ہو چکی ہیں۔اس طرح اکسٹھ تہذیبیں زندہ ہیں۔ان زندہ تہذیبوں میں مغربی مسیحی تہذیب (یورپ)، مشرقی مسیحی تہذیب (یورپ کے علاوہ دیگر مسیحی)، اسلامی تہذیب، ہندو تہذیب اور مشرق بعید (جاپان، منگولیا) کی تہذیب شامل ہیں۔[22] ٹائن بی نے اپنی ایک دوسری کتاب "Civilization of Trail" میں اقوام عالم کی تہذیبی صورت حال کے مستقبل پر بحث کی ہے یہ کتاب اس کے تیرہ مضامین و خطبات کا مجموعہ ہے۔اس نے مغربی تہذیب کے عالمگیر غلبے کی پیش گوئی کی ہے۔اس کا موقف ہے کہ کسی بھی تہذیب کے ظہور وارتقاء میں مذہب کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔اس نے اسلامی تہذیب کے مطالعہ کے دوران بعض مقامات پر مذہبی تعصبات کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔[23] فلپ کے حتی "Philip Khuri Hitti" (۱۸۸۶ء-۱۹۷۸ء) کی کتاب "History of the Arabs" میں

عربوں کی تاریخ وثقافت، زبان ومذہب اور مختلف خاندانی سلطنتوں کے احوال کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔[24] آرتھر جان آربری" Arther John Arberry "(۱۹۶۹ء–۱۹۰۵ء) نے اپنی کتاب" :Aspects of Islamic Civilization As Depicted in the Original Texts" میں چودہ عنوانات کے تحت اسلامی تہذیب کے مختلف پہلوؤں کی تاریخ کو واضح کیا ہے۔ اس نے نہ صرف یہ کہ اسلامی تہذیب کے ماخذوں کو بیان کیا ہے بلکہ تصوف اور شاعری کی مسلم روایت کا بھی جائزہ لیا ہے۔[25]

S.J.De Laet کی کتاب "History of Humanity" سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں بیسویں صدی عیسوی تک کی انسانی تاریخ کا احاطہ کیا گیا ہے۔[26] برطانوی نژاد امریکی مؤرخ برناڈ لیوس" Bernaled Lewis "(۲۰۱۸ء–۱۹۱۶ء) نے اسلامی تہذیب کے جہادی اور عسکری پہلوؤں پر " The Crisis of Islam :Holy War and Unholy Terror" کے عنوان سے کتاب لکھی۔ اس کا موقف ہے کہ اسلام ایک روادار اور امن پسند مذہب ہے لیکن بعض گروہوں اور مخصوص افراد نے مسلمانوں کو دہشت گردی کے ارتکاب پر اکسایا ہے اس نے اس عمل کو اسلامی تہذیب کے وارثان کے دہرے معیار سے تعبیر کیا ہے۔[27] احسان الکریم نے اپنی کتاب" Muslim History and Civilization: A Modern Day Perspective of the Islamic Civilization" میں مسلمانوں کی تاریخ وثقافت سے متعلق جدید تناظرات ورجحانات کو ذکر کیا ہے۔[28] احمد عیسیٰ اور عثمان علی کی کتاب" Studies in Islamic Civilization : the Muslim Contribution to the Renaissance" میں اسلامی تہذیب کی نمایاں خدمات کو واضح کیا گیا ہے۔ مصنفین نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کی گراں قدر علمی خدمات انجام نہ پاتیں تو یورپ میں کسی قسم کا علمی انقلاب یا نشاۃ ثانیہ کا وقوع ممکن نہ ہوتا۔[29] محمد بشیر احمد، سید اے احسانی اور دل نواز اے صدیقی کا مجموعہ مقالات بعنوان "Muslim Contributions to World Civilization" مختلف شعبہ جات میں مسلمانوں کی علمی اور تہذیبی خدمات کی وضاحت کرتا ہے۔[30]

اردو زبان میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر جو کتب منظر عام پر آئیں ان میں سید ابوالاعلیٰ مودودی ( ۱۹۷۹ء-۱۹۰۳ء) کی تین کتب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ پہلی کتاب "اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی " میں اسلامی تہذیب کی فکری اساس سے متعلق مباحث ہیں۔[31] دوسری کتاب" تنقیحات " میں اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کی کشمکش کے مختلف پہلو واضح کئے گئے ہیں۔[32] تیسری کتاب " تجدید واحیائے دین" میں مسلم تاریخ کی ان نامور شخصیات کی خدمات اور حکمت ہائے عملی کا جائزہ لیا گیا ہے جنہوں نے اسلامی تہذیب کے احیاء کے لئے اہم کردار ادا کیا۔[33] مولانا محمد شہاب الدین ندوی کی کتاب "اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی نظر میں " جن موضوعات کا احاطہ کرتی ہے ان میں خلافتِ ارض

اور اس کے علمی تقاضوں پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں امت مسلمہ کی ایک مجلس اعلیٰ کی تشکیل کی ضرورت کا احساس دلایا گیا ہے۔[34] مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی کتاب "مسلمانوں کا عروج وزوال" میں اسلامی تہذیب کے عروج وزوال کے مختلف مراحل کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ کتاب عہد رسالت سے برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے غلبہ تک کے حالات پر مشتمل ہے۔[35] پروفیسر محمد تقی امینی نے اپنی کتاب "عروج وزوال کا الٰہی نظام" میں ان اصولوں کی وضاحت کی ہے جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کی راہ ہموار کر سکتے ہیں۔[36] مرزا محمد الیاس کی کتاب "بنیاد پرستی اور تہذیبی کشمکش" بھی اچھے تاریخی مواد پر مشتمل ہے۔[37] سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب "مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش" میں مغربی دنیا کے رویوں کی جانب داریت کو واضح کیا گیا ہے۔[38] ان کی ہی دوسری کتاب "تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات" ہے۔[39] ڈاکٹر محمد امین کی دو کتب موضوع زیر بحث سے مطابقت رکھتی ہیں۔ پہلی کتاب "اسلام اور رد مغرب" اس کشمکش کو واضح کرتی ہے جو اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کے درمیان عرصۂ دراز سے جاری ہے۔[40] دوسری کتاب "مسلم نشاۃ ثانیہ: اساس اور لائحہ عمل" کے عنوان سے ہے۔ اس میں وہ مسلم نشاۃ ثانیہ کے لئے تجدید ایمان اور رجوع الی القرآن کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں البتہ انہوں نے مسلمانوں کے ہاں نشاۃ ثانیہ کے تصور کی کوئی وضاحت نہیں کی۔[41] یاد رہے کہ امت مسلمہ میں اس تصور سے متعلق ایک سے زائد آراء پائی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق (۱۹۸۵ء–۱۹۰۱ء) نے اسلامی تہذیب کے مختلف پہلوؤں پر دو کتب تحریر کیں۔ پہلی کتاب "یورپ پر اسلام کے احسان" میں اسلامی تہذیب کے مغرب پر علمی اثرات کو واضح کیا۔ دوسری کتاب بعنوان "ہماری عظیم تہذیب" میں اسلامی تہذیب کے مختلف پہلوؤں کی جامعیت واضح کی۔[42] ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اپنی کتاب "اسلامی ثقافت" میں اسلامی تہذیب کے تاریخی وجمالیاتی پہلو واضح کئے۔[43] سراج منیر نے اپنی کتاب "ملت اسلامیہ: تہذیب وتقدیر" میں اسلامی تہذیب کی تاریخ کے مختلف ادوار کا جائزہ پیش کیا۔[44] عطش درانی کی کتاب "اسلامی فکر وثقافت" میں اسلامی تہذیب کے نمایاں خصائص واضح کیے گئے ہیں۔[45] اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب کی عصری کشمکش کی تفہیم کے لئے ڈاکٹر محمد عمار خان ناصر کا مضمون بعنوان "مغرب کا تہذیبی وسیاسی غلبہ اور امت مسلمہ کا رد عمل" نہایت مفید ہے۔[46]

موضوع زیرِ بحث سے متعلق جامعات میں سندی ضروریات کی تکمیل کے لئے جو تحقیقی مقالات پیش کئے گئے ان میں فائزہ شریف کا مقالہ بعنوان "مغرب کی تہذیبی وثقافتی یلغار: ذرائع ابلاغ کا کردار"[47]، محمد رضوان سعیدی کا مقالہ بعنوان "اسلامی ثقافت کے احیاء میں میڈیا کا کردار"[48]، فضہ کا مقالہ بعنوان "پاکستانی ثقافت میں اسلامی اقدار کے اثرات کا تحقیقی جائزہ"[49] اور جواد حسیب کا مقالہ بعنوان "پاکستانی معاشرہ میں اسلامی تہذیب وتمدن کا احیاء (سیرت طیبہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[50] اس ضمن میں نوشین افتخار اور ڈاکٹر شہزادی پاکیزہ کا مضمون

"Comparison of Islamic Renaissance and Western Renaissance"[51] بھی کافی مفید ہے۔ مذکورہ بالا کتب، تحقیقی مقالات اور مضامین میں موضوع زیر بحث کے بعض پہلوؤں کے ضمنی مباحث پر معلومات دستیاب ہیں۔ لیکن کوئی ایسا علمی و تحقیقی مواد، مضمون، مقالہ یا کتاب دستیاب نہیں جو موضوع زیر غور کے تمام پہلوؤں پر کامل و جامع تجزیہ کا حامل ہو۔ علم و تحقیق کے میدان میں یہی وہ خلاہے جسے پُر کرنے کی سنجیدہ اور ہمہ جہت کوشش زیر نظر تحقیقی مضمون میں کی گئی ہے۔

سماجی علوم میں گزشتہ ڈیڑھ صدی سے تہذیبوں کے مطالعہ کو ایک منفرد اختصاص کی حیثیت حاصل ہے۔ اس علمی اختصاص کے بانیوں میں روسی سیاست دان، مؤرخ اور فلسفی نکولائی دینی لوسکی "Nikolay Danilovsky"(۱۸۸۵ء-۱۸۲۲ء)، جاپانی فلسفی فوکو زاوا یو کیچی "Fukuzawa Yukichi"(۱۹۰۱ء- ۱۸۳۵ء)، جرمن عالم و فلسفی اوسوالڈ اشپنگلر "Oswold Spengler"(۱۹۳۶ء-۱۸۸۰ء)، برطانوی مؤرخ و فلسفی آرنلڈ ٹائن بی "Arnold Toynbee"(۱۹۷۵ء-۱۸۸۹ء)، پولینڈ کے مؤرخ ونقاد فلکس کونیک زینی "Feliks Koneezny"(۱۹۴۹ء-۱۸۶۲ء)، فرانسیسی مؤرخ وماہر تعلیم فرنینڈ براڈل "Fernand Braudel"(۱۹۸۵ء-۱۹۰۲ء) اور دوسرے کئی ماہرین شامل ہیں۔ تہذیبی مطالعہ اس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے یہ جانا جاتا ہے کہ مختلف معاشرتی اکائیوں کی تشکیل میں متنوع تہذیبی تصورات کا کیا کردار ہوتا ہے۔ دوسری جنگ عظیم (۱۹۴۵ء-۱۹۳۹ء) کے بعد تہذیبی مطالعہ کو خاص طور پر علم التاریخ سے الگ سمجھا جانے لگا اور اسے ماضی کے بجائے حال (Living Organism) کے طور پر جانا جانے لگا۔ تہذیبی مطالعہ میں ثقافتی جائزہ کے مناہج اور کچھ مطالعہ تاریخ کے مناہج کو استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ استقرائی، استخراجی اور استدلالی مناہج بھی اس تہذیبی مطالعہ میں استعمال کئے گئے ہیں۔

## ۲۔ تہذیب کا مفہوم اور عصر حاضر میں اس کی مطالعاتی اہمیت

تہذیب کسی قوم کے عقائد و نظریات اور اس کی اقدار وروایات کی عکاس ہوا کرتی ہے۔ وسیع تر مفہوم میں تہذیب بڑی سطح کے کسی مذہبی یا سماجی گروہ کی اجتماعی اخلاقیات، طرزِ معاشرت، افکارِ معیشت، اُمورِ سیاست اور تفریحی سرگرمیوں کی ایک جامع وواضح تصویر ہے۔ اس کی تفہیم میں کسی قوم سے وابستہ علوم وفنون، اصول و قوانین، سیاسی وسماجی ادارے، زبان وادب اور تاریخ وجغرافیہ سمیت بہت سے تمدنی حقائق کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ تہذیب بنیادی طور پر عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ "ھ ذ ب" ہے۔ اس کا معنٰی صاف کرنا اور درخت کی شاخ تراشی ہے۔[52] "تاج العروس" میں اس کے معانی اصلاح کرنے اور پاکیزہ بنانے کے درج ہیں۔[53] اصطلاحی طور پر اس سے مراد کسی قوم کا فکری نظام ہے۔[54] تہذیب کے لئے

انگریزی میں عمومی طور پر لفظ "Civilization" کو استعمال کیا جاتا ہے۔ Duiker اور Spielvogel نے اپنی مشترکہ کتاب "World History" میں لکھا ہے:

"A Civilization is a complex culture in which large numbers of people share a variety of Common elements."[55]

Merry E. Wiesner-Hanks اور اس کے ساتھی مصنفین نے اپنی مشترکہ کتاب "A History of World Societies" میں لکھا:

> "The Idea of a civilization came to mean not simply a system of political and social organization, but also particular ways of thinking and believing, particular styles of art, and other facets of culture."[56]

اس لغوی و اصطلاحی پس منظر میں مطالعہ تہذیب کو دینی مباحث، اخلاقی اقدار، فنون لطیفہ، تعلیمی اداروں، دستوری ضوابط، قانونی نظائر، سیاسی حرکیات، عسکری انتظامات، عمرانی معاہدات، جغرافیائی تحقیقات، تعمیراتی پیش رفتوں اور نسلی خصائص کے مختلف شعبہ جات میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ مختلف تہذیبوں کے مطالعہ و تجزیہ کے نتیجے میں مختلف مذاہب کے حاملین کی تاریخ اور ان کے نظام ہائے فکر سے آج کے انسان کو آگاہی حاصل ہوتی ہے۔[57] کسی تہذیب پر ہونے والے نقد و نظر کے ذریعے ہی لوگ اس تہذیب کے وابستگان کے عقائد و افکار، عبادات، رسم و رواج، سماجی تعلقات، آلات و اوزار، طبعی حالات اور اداروں کی نوعیت و ساخت کے بارے میں آگاہ ہوتے ہیں۔[58] دور حاضر میں مختلف زمانوں اور زمینی خطوں میں مختلف تہذیبوں کے غلبے، مختلف تہذیبوں کی انسانیت کے لئے خدمات، ان تہذیبوں کے عصری تہذیبوں پر اثرات، مختلف تہذیبوں پر کی جانے والی تنقیدات، تہذیبی تصادم اور مختلف تہذیبوں کے باہمی استفادے کے بارے میں علمی و فکری حلقوں میں مختلف مباحث زیر غور رہتے ہیں۔[59] اس مخصوص علمی و تاریخی پس منظر میں مختلف تہذیبوں سے متعلق مطالعات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ تہذیبی مطالعات پر توجہ دے کر نہ صرف یہ کہ علمی و دینی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں بلکہ عالمی امن کے قیام، بین المذاہب تعلقات کے فروغ، قانون بین الاقوام کی اصلاح، نسلی و لسانی تنازعات کے خاتمے، اجتماعی ترقی کی منصوبہ بندی، صنعتی و تجارتی تعاون اور انسانی تخلیقات سے آگاہی کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔

## ۳۔ اسلامی تہذیب کی تشکیل اور اس کی کارکردگی

انسانی تاریخ میں جن تہذیبوں کے آثار نمایاں طور پر ملتے ہیں ان میں اسلامی تہذیب کے علاوہ یونانی، رومی، مصری، یمنی، ایرانی، ہندی، افریقی اور چینی تہذیبیں شامل ہیں۔ مسلمانوں کے نظریہ حیات کی رو سے اسلامی تہذیب کا آغاز پہلے انسان کی پیدائش یعنی حضرت آدمؑ کی دنیا میں تشریف آوری سے ہی ہو گیا تھا۔ بعد ازاں مختلف زمانوں اور علاقوں میں اللہ تعالیٰ کی

طرف سے مبعوث ہونے والے انبیاء ورسل نے اس تہذیب کے استحکام وارتقاء کے لئے بھرپور کوششیں کیں۔اس تہذیب کا نقطہ کمال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محترم ہستی ہے جن کے ظہورِ مسعود سے سلسلہ نبوت کی تکمیل ہوئی۔ آپ کے فیضان نظر سے جو عقائد وعلوم اور اصول معاشرت دنیائے انسانیت کو عطا ہوئے انہوں نے اسلامی تہذیب کو درجہ معراج تک پہنچا دیا۔اب یہی تہذیب قیامت تک انسانوں کو خیر وبرکت اور فلاح ونجات کی فراہمی کا ذریعہ ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اس تہذیب کی تشکیل میں جن امور پر خصوصی توجہ فرمائی ان میں عقائد کی اصلاح ومضبوطی، عبادات کی ادائیگی، معاملات کی شفافیت، تعلیم وتربیت کی ترویج، تکریمِ آدمیت، قانونی ومعاشی مساوات ،عدل واحسان ، دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی تقاضوں کی تکمیل ،اخوت ورواداری،متانت وسادگی، صحت وصفائی ، تحرک واجتہاد، نیکی کے فروغ ،برائی کے انسداد اور فواحش سے اجتناب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

اسلامی تہذیب کی عظمت وشان کا بخوبی اندازہ علم وعمل کے مختلف شعبہ جات میں مسلمانوں کی طرف سے انفرادی واجتماعی سطح پر انجام دی گئی ان بے مثل اور انسان دوست خدمات سے لگایا جاسکتا ہے جنہیں نہ صرف یہ کہ مسلم مؤرخین نے احاطہ تحریر میں لیا بلکہ بہت سے غیر مسلم اہل علم نے بھی ان کا اعتراف کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کی۔[60] اس جامع وصالح تہذیب نے علوم وفنون کے ارتقاء میں بنیادی کردار ادا کیا اور پہلے سے موجود علوم کو نئی جہات سے آشنا کیا۔[61] درس گاہوں ،کتب خانوں ،شفاخانوں ،سڑکوں ،نہروں ،باغات اور خوبصورت میناروں پر مشتمل معاشرت کو متعارف کرایا۔ خطاطی ،مصوری ،موسیقی اور دیگر فنون لطیفہ کو بھرپور ترقی دی۔ عورتوں ،غلاموں اور قیدیوں کے حقوق پر خصوصی توجہ دی،عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کی ایک وجہ شہرت یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے غلاموں کو گورنر بنایا۔[62] خلیفہ معتصم نے نسلی تعصبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ترکوں کو انتہائی بااختیار عہدوں پر فائز کیا۔[63] غیر مسلموں کو نہ صرف یہ کہ ان کے حقوق عطا کئے بلکہ ان کی خدمات سے اخذ واستفادہ میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔[64] خواتین کو نہ صرف یہ کہ انس ومحبت اور احترام سے نوازا گیا بلکہ مختلف شعبہ جات میں ان کے قائدانہ کردار کی تحسین کی گئی۔[65]

اسلامی تہذیب کے ان باوقار اور قابلِ فخر مظاہر نے علم وتحقیق ، سیاست وسماج، معاش واخلاق اور صنعت وحرفت کے شعبہ جات میں انسانیت کی خیر وفلاح کے لئے جو مثالی خدمات انجام دیں انہوں نے اس منفرد تہذیب کو دنیا کی تمام تہذیبوں میں شاندار اور امتیازی مقام عطا کر دیا۔اسلامی تہذیب وتمدن کی کہانی میں نیا موڑ اس وقت آیا جب تین صدیاں قبل یہ تہذیب زوال کا شکار ہوئی اور ایک ایسا وقت بھی آیا کہ صرف ترکی اور افغانستان دو ایسے ممالک تھے جو آزاد تھے جبکہ باقی ساری اسلامی دنیا محکوم ہوگئی۔ محکومی صرف سیاسی نہیں ہوتی بلکہ تہذیبی بھی ہوتی ہے۔اس لئے جیسے جیسے اسلامی تہذیب زوال کا شکار ہوتی گئی ویسے ویسے مسلمانوں میں اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کی ضرورت کا احساس بڑھتا چلا گیا۔اس

طرح اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ مسلم بیانیوں کا حصہ بن گئی۔اسی نشاۃ ثانیہ کے حوالے سے مزید مطالعہ اس مقالہ میں شامل کیا گیا ہے۔

### ۴۔ اسلامی تہذیب میں نشاۃ ثانیہ کا تصور اور اس کی اہمیت

اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کا تصور کثیر جہتی خصائص کا حامل ہے۔ یہ اس قوی احساس کا نام ہے جو مسلمانوں میں انفرادی واجتماعی سطح پر ان کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لئے موجود ہے۔اسے ان مسلسل کوششوں کے پس منظر میں ہی سمجھا جاسکتا ہے جو مسلمانوں کے علمی وفکری حلقوں میں اسلامی اقدار وروایات کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے کی جارہی ہیں۔نشاۃ ثانیہ کی اس خواہش کے اجزائے ترکیبی میں اسلامی فکر وفلسفہ کو فروغ دینا، اسلامی طرزِ حیات کو ترویج دینے پر اصرار کرنا، مسلمانوں کی تہذیبی کامیابیوں کو سماجی وسیاسی محرک کے طور پر اختیار کرنا، مسلم ممالک میں سامراجی طاقتوں کی مداخلت کی مخالفت کرنا، غیر مسلم ممالک میں اقلیت کی حیثیت سے رہنے والے مسلمانوں کے حقوق ومفادات کا تحفظ کرنا، مسلمانوں کی سیاسی وسماجی اور اخلاقی تربیت کرنا، مسلمانوں کے علمی ورثہ کا تحفظ کرنا اور دور جدید کے تقاضوں کے مطابق مختلف شعبہ ہائے حیات میں ملت اسلامیہ کی تعمیر واصلاح کا شعور بیدار کرنا سمیت بہت سے علوم وفنون اور حکمت ہائے عملی کی تشکیل جدید شامل ہیں۔[66]

نشاۃ ثانیہ کے مفہوم سے وابستہ ایک ممکنہ تاثر اور ابہام کی وضاحت بھی بہت ضروری ہے۔اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ یا اس کے احیاء کی کوشش وخواہش کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسلامی تہذیب مردہ ہوچکی ہے یا اس کے فکری اثاثے اپنی افادیت کھوچکے ہیں۔ تاہم اس کیفیت کے درست ہونے کا امکان موجود ہے کہ مسلمان کسی انفرادی یا اجتماعی معاملے میں ضعف وکمزوری کا شکار ہوچکے ہوں۔اس پس منظر میں یہ حقیقت واضح کر دینا نہایت ضروری ہے کہ اسلامی تہذیب کی عمارت جن عقائد ونظریات کی بنیاد پر قائم ہے وہ مکمل طور پر الہامی ہیں اور ان میں کسی قسم کے انحراف ورجوع یا تغیر وتبدل کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلمانوں کے ہاں اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ یا اس کے احیاء کا مطلب یہ ہے کہ اس تہذیب کے وارثان اپنی موجودہ زوال پزیری پر افسردہ وپریشان ہیں۔وہ اپنی معاصر صورت حال پر نقد ونظر کی صلاحیت وجرأت رکھتے ہیں۔یہ جذبہ اس امر کی دلیل ہے کہ ان میں اپنے ایمان وعقیدہ سے وابستگی کا شعور موجود ہے۔وہ مستقبل میں اپنے معاملات کی سیاسی وسماجی میدان میں اصلاح اور ترتیب نو کے خواہش مند ہیں۔[67]

مذہب وتاریخ، سیاست وسماج اور لغت واصطلاح کے کثیر جہتی پس منظر میں اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کا مفہوم خالصتاً مسلمانوں کے علمی وفکری تحرک، تاریخی حقائق وتجربات سے پورے فہم وادراک کے ساتھ اخذ واستفادہ، مسلم ممالک میں استعماری مداخلتوں کے سد باب، قرآن وسنت سے عصری تقاضوں کے مطابق استنباط، انفرادی واجتماعی اخلاقیات کی تعمیر

نو، تمام شعبہ جات میں احتساب وجواب دہی کے فروغ، اقوام عالم میں مکالمے اور افہام و تفہیم کو رواج دینے اور ایک دوسرے کے مفید تجربات سے سبق سیکھنے کی جرأت پیدا کرنے سے عبارت ہے۔ تہذیبی نشاۃ ثانیہ کا یہ تصور اقوام عالم کی بقائے باہمی اور مسلم دنیا سمیت ساری انسانیت کے روشن مستقبل کا ضامن ہے۔

**۵۔اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کے عصری محرکات**

اسلامی تہذیب کو حیاتِ نو عطا کرنے، مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو بحال کرنے اور مسلم فکر وفلسفہ کو غالب کرنے کا جذبہ بڑی پختگی کے ساتھ ملت اسلامیہ کے مختلف طبقات میں جاگزیں ہے۔ متعدد عوامل وعناصر اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ مسلمان موجودہ زبوں حالی سے نکل کر ترقی کے سفر پر گامزن ہوں اور اس کے لئے نشاۃ ثانیہ ہی مناسب راستہ ہے۔ اسی علمی و عملی ضرورت کی تکمیل کے پیشِ نظر ذیل کی سطور میں ان مذہبی، سیاسی اور سماجی محرکات کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے جو اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کے احساس کو ہر لحظہ مضبوط کرتے ہیں۔

i. **مذہبی محرکات:**

عصر حاضر میں اسلامی تہذیب کو بہت سے مذہبی چیلنجز درپیش ہیں۔ ایمان وعقیدہ کے تحفظ، مذہبی تعلیمات کی تشریح وتعبیر، فکری راست روی کے استحکام، تعلیمات دینیہ کی سماجی سطح پر ترویج کی حکمت ہائے عملی، الحاد ولادینیت کے سدباب، فکر اسلامی سے متعلق استشراقی اعتراضات کی تردید اور مستشرقین کے بہت سے منفی افکار کے مسلمانوں میں اثر ونفوذ کو روکنا ایسے مذہبی محرکات ہیں جو اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کا تقاضا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے علمی حلقے اسلامی تعلیمات سے انحراف کے رجحان سے پریشان ہیں اور ان کو دلیل کی بنیاد پر ختم کرنا چاہتے ہیں۔[68] ان کی خواہش ہے کہ مسلمانوں میں فکری انتشار اور خطرناک فرقہ واریت کی بیخ کنی ہو، عالمی سطح پر انکار مذہب پر مبنی افکار کی بدترین نتیجہ خیزی کو پوری انسانیت پر واضح کیا جائے اور مختلف طبقات میں اصلاح وتربیت کی تحریک کو مستحکم کیا جائے۔[69] مذہبی صورت حال سے وابستہ یہ محرکات اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ اسلامی تہذیب کو از سر نو فعال کیا جائے۔

ii. **سیاسی محرکات:**

اقوام عالم کو اس وقت جس سیاسی منظر نامے کا سامنا ہے وہ مسلمانوں سے اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنی خیر وبرکت پر مبنی تہذیب کو نئے جوش اور نئے فہم کے ساتھ مستحکم کریں۔ بلاشبہ وہ اسلامی اقدار وروایات کے ساتھ مضبوط تعلق استوار کرکے ہی رواں صدی کے سیاسی چیلنجز کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں مسلم دنیا کا ایک بڑا حصہ غیر ملکی تسلط سے آزاد ہوا۔ اس آزادی نے فکری بیداری کے لئے مسلمانوں کو متحرک کیا۔ اس وقت بھی مسلمانوں کے بعض ممالک اور علاقے ایسے ہیں جن پر استعماری قوتوں کا قبضہ ہے۔ فلسطین کے مسلمان اسرائیلی جارحیت کا شکار ہیں۔

[70]کشمیر پر بھارت نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔[71] ظلم و ستم کی یہ داستانیں مسلمانوں میں اس احساس کو مضبوط کر رہی ہیں کہ وہ بحیثیت امت متحد ہوں اور اپنے تہذیبی تشخص کا تحفظ کریں۔ بعض ممالک میں مسلمان اقلیت کی حیثیت میں رہ رہے ہیں ۔اخبارات ورسائل بھرے پڑے ہیں ان ناانصافیوں اور غیر انسانی رویوں سے جنہیں مسلم اقلیتوں کا مقدر سمجھ لیا گیا ہے۔ سیاسی وسماجی شعبہ جات میں نظر انداز کئے گئے بھارتی مسلمان ہوں[72] یا برما میں ظلم کی چکی میں پسنے والے روہنگیا مسلمان[73]، ہر کسی پر ہونے والے تشدد کی ایک الگ کہانی ہے۔ اس سیاسی صورت حال نے مسلمان قوم میں اپنی تہذیب کے تحفظ اور اس کی بقاء کا شعور بیدار کر دیا ہے۔ مسلمانوں کو اپنے تہذیبی تشخص کے احیاء اور اس کی نشاۃ ثانیہ کے لئے متحرک ہونے کی بھرپور ترغیب قومی ریاستوں کے وجود میں آنے سے بھی ملتی ہے۔ اب دنیائے اسلام سے وسیع وعریض خاندانی ریاستوں اور خلافت کے محترم اداروں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ ۱۸۵۷ء میں عظیم مغلیہ سلطنت کے خاتمے نے برصغیر کے مسلمانوں کو نہ صرف یہ کہ سیاسی اقتدار واختیار سے محروم کر دیا بلکہ انہیں بدترین تہذیبی زوال اور ذہنی دباؤ سے بھی دوچار کر دیا۔ ۱۹۲۴ء میں ترکی میں قائم خلافت عثمانیہ کی شکست وریخت سے عالم اسلام ہر قسم کی مرکزیت اور اجتماعیت کو کھو بیٹھا۔[74] بہت سے مسلم ممالک کی حیثیت اب قومیت کی بنیاد پر قائم ہونے والی ریاستوں کی سی ہے۔ اب مسلمانوں کو اپنی ان قومی ریاستوں میں ریاستی وسیاسی مسائل اور عوامی مشکلات کو اپنے وطن کی جغرافیائی حدود کے پس منظر میں ہی حل کرنا ہے۔[75] مسلم ریاستوں کی جغرافیائی اور علاقائی تقسیم نے مسلمانوں میں وحدت ومحبت کے احساسات پر کاری ضرب لگائی ہے۔ ان حالات میں مختلف قومی ریاستوں میں بٹے ہوئے مسلمان کسی نہ کسی درجے میں سیاسی وسماجی شعبہ جات میں تعاون اور اتحاد واشتراک کا قوی جذبہ رکھتے ہیں۔ اس لطیف ودل پذیر جذبے کی تسکین کا تقاضا ہے کہ اسلامی تہذیب کی درخشاں کرنوں کو نئے ماحول ومعاشرہ میں ایک نئے عزم کے ساتھ روشن کیا جائے۔

### iii. سماجی محرکات:

کسی بھی تہذیب کی بقاء وسلامتی میں لوگوں کی حیاتِ اجتماعی، ان کے عمرانی روابط اور سماجی میل جول کا کردار بہت اہم ہوا کرتا ہے۔ کوئی بھی ملت یا قوم اس وقت تک ترقی وخوش حالی اور تعمیر واصلاح کی منزل کو نہیں پا سکتی جب تک کہ محلہ، برادری، خاندان اور علاقہ کی سطح پر اس کے وابستگان کے معاملات درست راستے پر گامزن نہ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کا براہ راست تعلق اس تہذیب سے وابستہ لوگوں کی سماجی نفسیات ، اخلاقی صورت حال اور معاملات کی معیاریت پر ہے۔ عصر حاضر میں اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کا خیال بھی ایک اہم سماجی تقاضا ہے۔ مسلم معاشروں کو اس وقت بہت سے سماجی چیلنجز کا سامنا ہے۔ ایک اہم مسئلہ سماجی زندگی سے مذہب کے بتدریج اخراج کا ہے۔ یہ صورت حال مغربی دنیا کے ماضی میں کئے گئے سماجی تجربات کے زیر اثر پیدا ہو رہی ہے۔ مغرب میں مذہب اور سماجی

زندگی کی لاتعلقی کا ایک مخصوص تاریخی پس منظر ہے۔یادرہے کہ مغربی تہذیب نظریاتی وفکری اعتبار سے یونانی تہذیب اور رومی تہذیب کی وارث ہے۔یونان وروم کی تہذیبوں میں مذہب کو کوئی قابل ذکر مقام حاصل نہ تھا۔ قیصر روم کے عیسائی ہوجانے کے نتیجے میں رومی ریاست میں مسیحی تعلیمات کو عام کرنے کے اقدامات کیئے گئے۔ تعلیمی اداروں میں مسیحی عقائد وتعلیمات کے فروغ کی وجہ سے مسیحیوں کے مذہبی رہنماؤں کو سیاسی وسماجی حلقوں میں خوب پزیرائی حاصل ہوگئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہل کلیسا کو سیاسی اشرافیہ کا درجہ حاصل ہوگیا۔ اہل کلیسا نے مسیحیت سے وابستہ مذہبی تعلیمات کے فروغ پر تو پورا اصرار کیا لیکن وہ عقل وتدبر اور تحقیق وتفتیش کی کسی راہ پر چلنے کے سخت خلاف تھے۔ سولھویں صدی عیسوی میں تحریک احیائے العلوم کے نتیجے میں اہل یورپ عقل اور سائنسی استدلال کی طرف متوجہ ہوئے۔ان حالات میں یہ دعوے سامنے آئے کہ بعض مسیحی عقائد خلاف عقل ہیں۔ مسیحیت کی مذہبی قیادت یعنی اہل کلیسا نے سائنسی غوروفکر اور عقل کے استعمال کو مذہب کے خلاف قرار دے دیا۔ مسیحیوں کی مذہبی اشرافیہ کی عقل دشمنی سماج کے تمام طبقات پر واضح ہوگئی۔سائنس ومذہب کے اس تصادم کے باعث علمی حلقوں نے مذہب سے لاتعلقی اختیار کرلی۔ اس فکری تبدیلی کے یورپ کی اجتماعی صورت حال پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ پورے نظام تعلیم سے مذہبی تعلیمات کو خارج کردیا گیا۔ سماجی زندگی اور مذہب دوالگ الگ میدان قرار پاگئے۔[76]

مذہب بےزاری کی یہ روش اب مغربی تہذیب میں نمایاں ہے۔جب مغربی طاقتوں نے مسلم ممالک پر قبضے کئے تو وہاں بھی اس نظریۂ حیات کو قبولیت عطاکرنے کی کوشش کی گئی۔ ملت اسلامیہ اس تہذیبی، سماجی اور اخلاقی بحران کے خطرناک نتائج سے پوری طرح آگاہ ہے۔ وہ یہ سمجھتی ہے کہ مذہب کو سماجی زندگی سے بے دخل کرنے کا مطلب واضح طور پر یہ ہے کہ انسانوں کو خیر وشر، ثواب وعذاب، جنت ودوزخ، خدا کی رضاوناراضگی، طہارت ونجاست اور نجات وہلاکت کے امتیازات سے لاتعلق اور بیگانہ کردیا جائے۔ مسلم معاشروں کو مذہب سے لاتعلقی کے اس رجحان سے بچانا دور حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے۔[77] بلاشبہ مسیحی طرز فکر کے برعکس اسلام ایک ایسانظام حیات پیش کرتا ہے جس میں غوروفکر اور عقل وشعور کو بڑا اہم مقام حاصل ہے۔ مسلمان کسی طور بھی سائنس اور اس کی بنیاد پر ہونے والی نت نئی تحقیقات سے خوف زدہ اور پریشان نہیں ہیں۔ اس لئے مسلم سماج کو اسلامی فکر سے ہم آہنگ کرنے کا تقاضا ہے کہ اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بھرپور جدوجہد کی جائے۔

مسلمانوں کی ثقافت اور ان کی سماجی پختگی کو جن چیلنجز کا سامنا ہے ان میں تہذیبوں کے تصادم کا نظریہ بڑا قابل ذکر ہے۔اس نظریہ نے مسلمانوں کو عالمی سطح پر تنہائی کا شکار کرنے کی پوری سازش کی ہے۔ امریکی مصنف سیموئیل پی ہنٹنگٹن نے پوری متعصبانہ سوچ کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ تصور پیش کیا کہ اسلامی تہذیب دنیا کی تمام تہذیبوں کی دشمن ہے۔

پوری دنیا کی غالب تہذیب اس وقت مغربی تہذیب ہے۔ مغربی تہذیب کو مستقبل میں اسلامی تہذیب سے شدید خطرات لاحق ہیں۔ اس نے انتہا پسندی اور دہشت گردی کو مسلمانوں اور اسلامی تہذیب کے ساتھ جوڑ دیا۔[78] ضرورت اس امر کی ہے کہ اقوام عالم پر اسلام کی عطا کردہ پر امن تعلیمات کو واضح کیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کوئی عالمی ادارہ مسلمانوں پر بلاوجہ دہشت گردی اور امن دشمنی کا الزام نہ لگائے۔ سماجی آداب اور انسان دوستی سے متعلق اسلام کی آفاقی تعلیمات کو دنیا پر آشکار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کی جلد منصوبہ بندی کی جائے۔ مغربی دنیا میں موجود اسلاموفوبیا کا تدارک بھی تہذیب اسلامی کی از سر نو اٹھان کے بغیر ایک مشکل امر ہے۔ مسلم معاشرے داخلی طور پر جس اخلاقی انحطاط، بدامنی، خاندانی توڑ پھوڑ، بے انصافی اور مختلف عصبیتوں کا شکار ہیں ان کا فوری تقاضا ہے کہ اسلامی تہذیب کے مختلف مظاہر کو فعال بنایا جائے۔

## ٦۔ خلاصہ بحث

اسلامی تہذیب انسانیت کی محسن ہے۔ اس کی نشاۃ ثانیہ عصر حاضر میں بہت سے مسلمانوں کا نظریاتی و عملی ہدف ہے۔ اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر اہل علم نے گراں قدر کتب و مقالات تحریر کئے ہیں۔ عصر حاضر میں بہت سے محرکات مسلمانوں کو اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ کی ترغیب فراہم کرتے ہیں۔ عقائد اسلامیہ کے تحفظ، دینی تعلیمات کی درست تشریح، اسلامی روایات کی ترویج، الحاد کے مقابلے، مستشرقین کے اعتراضات کے علمی جوابات کی فراہمی اور فرقہ وارانہ ماحول کے خاتمے کے لئے اسلامی تہذیب کا احیاء از حد ضروری ہے۔ تہذیبی نشاۃ ثانیہ مسلمانوں کی سیاسی ضرورت بھی ہے۔ استعماریت سے نجات، فلسطین و کشمیر جیسے علاقوں سے ظلم کے خاتمے، تہذیبی وقار کی بحالی اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کے لئے اسلامی تہذیب کے فروغ کی کوششیں بہت ضروری ہیں۔ مسلم معاشروں کی ثقافتی اور اخلاقی صورت حال کا بھی تقاضا ہے کہ اسلامی تہذیب کی ترویج کے لئے کوششیں کی جائیں۔ مسلم معاشروں میں اخلاقی ضعف، سماجی بحران اور نسلی تعصب کے خاتمے کا بھی تقاضا ہے کہ تہذیب اسلامی کی نشاۃ ثانیہ کو یقینی بنایا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

## حوالہ جات (References)

[1] ابن تیمیہ ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ أصحاب الجحیم ،(دار اشبیلیا:للنشر والتوضیح،١٩٩٨ء) عددالمجلدات:٢،مجلد الاول:١ ٥٧صفحات،مجلدالثانی :صفحات:٥٠٢۔

[2] الدکتور عباس محمود العقاد، اثرالعرب فی الحضارۃ الأوروبیۃ،(مصر: دارالنہضۃ،٢٠١٠ء )صفحات: ٣٣٠ ۔

[3] الدکتورمصطفیٰ السباعی، من روائع حضارتنا(بیروت:المکتب الاسلامی،دارالوراق للنشر والتوزیع،١٩٩٩ء)، صفحات:٢٨٩ ۔

[4]فواد سیزگین ،تاریخ التراث العربی( سعودیہ:جامعہ ملک سعود،۲۰۱۵ء)۔

[5]الدکتور توفیق یوسف الواعی، الحضارۃ الاسلامیہ مقارنۃ بالحضارۃ الغربیۃ(مدینۃ المنورۃ: مکتبہ سکندریۃ ، طبع اولیٰ ،۱۹۸۸ء)۔

[6]الدکتور عبدالحلیم عویس ، الحضارۃ الاسلامیۃ ابداع الماضی وافاق المستقبل(القاہرہ: دارالصحوہ والنشر والتوزیع ،۲۰۱۰ء )، صفحات:۳۱۰ ۔

[7]الدکتور ابو زید شلبی، تاریخ الحضارۃ الاسلامیۃ والفکرالاسلامی (القاہرۃ: مکتبۃ وھبہ ، ۲۰۱۰ء)، صفحات:۳۶۰۔

[8]ڈاکٹر عبدالوہاب ، تاریخ الحضارۃ الاسلامیہ(بیروت: ناشر عین لدرسات والبحوث الانسانیۃ والاجتماعیۃ،س۔ن)۔

[9]عبدالرحمٰن حسن جنکۃ المیدانی،الحضارۃ الاسلامیۃ (دمشق: دار القلم، ۲۰۱۲ء) ،صفحات:٦٨٤۔

[10]ڈاکٹر محمد قاسم، الحضارۃ الاسلامیہ فی المغرب (بیروت: دارالثقافۃ، ۱۹۸٦ء)۔

[11]الفضلی،عبدالهادی، الحضارۃ الاسلامیۃ بین دواعی النهوض وموانع التقدم ،مرتب: حسین منصور شیخ(بیروت: الطبع الاولیٰ ،۲۰۱۳ء)، صفحات:۲٦۳۔

[12]Will Durant,*The Story of Civilization*, *Cosmo Publications, Volumes:9,New Delhi,2018*

[13] Sir Hamilton Alexander Rosskeen Gibb, Studies on the Civilization of Islam ,Princeton University Press,Princeton,New Jersey 1962,PP 1-386

[14] Samuel P.Huntington, The Clash of Civilizations and the Remarking of World Order,Simon & Schuster,New York, USA,1993,P:1-367

[15]Francis Fukuyama, The End of History and the Last Man, Free Press, Page 418 ISBN: 978-0-02-910975-5,1992.

[16] Alija Ali Azetbegovic, Islam Between East and West,American trust Publications, 721 Enterprise Drive, Oak Brook UsA,1984,P 1-338

[17]Mohammad Umar Chapra,*Muslim Civilization: The Causes of Decline and the Need for Reform*,Publisher, The Islamic Foundation,Markfield,UK, Page: 224, 2015

[18]Gustave Le Bon, The World of Islamic Civilization, Publisher: Tudor Publisher. Company ,New York, Page: 141, First Edition January 1, 1974

[19] John Richard Hayes,The Genius of Arab ,Civilization :Source of Renaissance, MIT Press, Cambridge ,USA ,1983,Pages:260

[20] Salah Eddin Zaimeche Al Djazai,The Hidden Debt to Islamic Civilization, Independently Published ,2018,Pages:349

[21] Chase F.Robinson, Islamic Civilization in Thirty Lives: The First 1000 Years,University of California Press, California,USA,2017,Pages:272

[22] Arnold Josph Toynbee, A Study of History , Oxford University Press, Oxford,U.K,1987,Volumes:12.

[23] Arnold Joseph Toynbee, Civilization on Trail,Oxford,University Press,Oxford,U.K,1948,Pages:255.

[24] Philip Khuri Hitti, History of the Arabs ,Palgrave Macmillan, U.S.A,1970,Pages:767

[25] Arther John ,Arberry ,Aspects of Islamic Civilization: As Depicted in the Originel Texts ,Routledge,New York,2013,Pages:408.

[26] S.J.De Laet ,History of Humanity ,Routledge, London,1994,Volumes:7

[27] Bernaled Lewis ,The Crisis of Islam :Holy War and Unholy Terror ,Random House, USA,2004,Pages:164

[28] Ehsanul Karim, Muslim History and Civilization :A Modern Day Perspective of the Islamic Civilization, Creatspace Independent Publishing Platform,California,USA,2012,Pages: 546

[29] Ahmed Essa and Othman Ali, Studies in Islamic Civilization: The Muslim Contribution to the Renaissance, International Institute of Islamic Thought , Herndom,USA,2010,Pages:312

[30] M.Basheer Ahmad,Syed A.Ahsani and Dilnawaz A. Siddiqui, Muslim Contributions to World Civilization ,The International Institute of Islamic Thought, Herndon,USA,2005,Pages:172

[31] سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۹۶ء)، صفحات: ۲۵۸۔ا۔

[32] سید ابو الاعلیٰ مودودی، تنقیحات (لاہور: اسلامی پبلی کیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ، ۲۰۱۵ء)، صفحات: ۲۵۰-ا۔

[33] سید ابو الاعلیٰ مودودی، تجدید و احیائے دین (لاہور: اسلامی پبلی کیشنز، ۱۹۸۶ء) صفحات: ۱۲۰-ا۔

[34] مولانا محمد شہاب الدین ندوی، اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی نظر میں (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۳ء)، صفحات: ۱۷۵-ا۔

[35] مولانا سعید احمد اکبر آبادی، مسلمانوں کا عروج و زوال (لاہور: ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۳ء) صفحات: ۳۳۸-ا

[36] پروفیسر محمد تقی امینی، عروج و زوال کا الٰہی نظام (لاہور: مکی دار الکتب، ۱۹۷۷ء) صفحات: ۱۸۵-ا۔

[37] مرزا محمد الیاس، بنیاد پرستی اور تہذیبی کشمکش (لاہور: حرا پبلی کیشنز، نومبر ۱۹۹۴ء)، صفحات: ۳۳۰۔ا۔

[38] سید ابو الحسن علی ندوی، مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۲۰۱۲ء)، صفحات: ۳۴۴۔ا۔

[39] سید ابو الحسن علی ندوی، تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات (لکھنو: مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، ۲۰۱۱ء)، صفحات: ۱۴۴۔ا۔

[40] ڈاکٹر محمد امین، اسلام اور رد مغرب (لاہور: مکتبہ البرہان، ۲۰۱۰ء)، صفحات: ۲۱۵۔ا۔

[41] ڈاکٹر محمد امین، مسلم نشاۃ ثانیہ: اساس اور لائحہ عمل (لاہور: ادارہ مطبوعات، اکتوبر، ۲۰۲۰ء) صفحات: ۴۰۹۔ا۔

[42] ڈاکٹر غلام جیلانی برق، ہماری عظیم تہذیب (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ پبلشرز، ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۰ء) صفحات: ۳۱۳۔ا۔

[43] ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، اسلامی ثقافت (لاہور: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، س-ن)، صفحات: ۳۵۷۔ا۔

[44] سراج منیر، ملت اسلامیہ: تہذیب و تقدیر (کراچی: مکتبہ روایات، ۱۹۹۷ء)، صفحات: ۲۳۵۔ا۔

[45] عطش درانی، اسلامی فکر و ثقافت (لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۸۰ء)، صفحات: ۱۶۹۔ا۔

[46] ڈاکٹر محمد عمار خان ناصر، مغرب کا تہذیبی و سیاسی غلبہ اور امت مسلمہ کا رد عمل (اسلام آباد: سہ ماہی تجزیات، شمارہ: ۳۷، اپریل-جون ۲۰۱۵ء)، ص: ۲۷-۳۲۔

[47] فائزہ شریف، مغرب کی تہذیبی و ثقافتی یلغار: ذرائع ابلاغ کا کردار، ایم فل علوم اسلامیہ (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۴ء)۔

[48] محمد رضوان سعیدی، اسلامی ثقافت کے احیاء میں میڈیا کا کردار، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ (بہاولپور: اسلامیہ یونیورسٹی، ۲۰۱۵ء)۔

[49] فضہ، پاکستانی ثقافت میں اسلامی اقدار کے اثرات کا تحقیقی جائزہ، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ (کراچی: جامعہ کراچی، ۲۰۱۶ء)۔

[50] جواد حسیب، پاکستانی معاشرہ میں اسلامی تہذیب و تمدن کا احیاء (سیرت طیبہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ (اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ۲۰۲۲ء)۔

[51] Nosheen Iftekhar and Dr .Shahzadi Pakeeza, Comparison of Islamic Renaissance and Western Renaissance, Burjis ,University of Science and Technology, Bannu,Bannu,Vol:7,Issue:1,January –June,2020,P27-37

[52] ابن منظور محمد بن مکرم بن علی بن احمد بن منظور الانصاری الافریقی المصری الخزرجی جمال الدین ابو فضل،لسان العرب (بیروت: دارالصادر، ۱۴۱۴ھ) ،ص:۱۱۲۲۔

[53] الزبیدی ،محمد بن عبدالرزاق، تاج العروس من جواہر القاموس ( دارالھدیہ)،ج: ۴ ،ص:۳۸۵۔

[54] Will Durant & Ariel Durant,The Story of Civilization ,Simon & Schuster,New York ,2018,PI,P:1-115

[55] Duiker and Spelevogel ,World History ,Wadsworth Publishing,New York,7th Edition , 2012,P:8

[56] Merry E. Wiesner-Hanks et al., A History of World Societies 12th Edition Bedford .St.Martion , Bostorn / New York ,2020.P:36

[57] Burns and Ralph, World Civilizations, Norton and Company ,New York:1980,P7

[58]E.H.Carr,What is History ?,Shirkat Printing Press, 2001,P1-155;Gordon Childe, What Happened in History ,Penguin Books ,Australia ,1960,P 1-180

[59] Arnold Toynbee, Civilization on Trial, New York,1948,P:1-110

[60]Robert Briffault, Making of Humanity, George Allen & Unwin Ltd, London, 11 March , 2020, P: 250-258

[61]ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی، اندلس میں مسلمانوں کے سائنسی کارنامے (لاہور: پروگریسو بکس، ۲۰۰۱ء)، ص:۷-۲۹۵۔

[62]السیوطی ،جلال الدین عبدالرحمٰن ،تاریخ الخلفاء (قطر: وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیہ،ادارة الشؤون الاسلامیہ ،۲۰۱۳ء)،ص:۴۲۲۔

[63]موسیو سیدیو فرانسیسی، تاریخ عرب، مترجم: مولوی عبدالغفور خان ومولوی محمد حلیم انصاری (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۶ء)، ص:۲۴۵۔

[64]ڈاکٹر محمد ضیاء الحق وڈاکٹر محمد ریاض محمود، مضمون: اسلامی تہذیب وتمدن میں اختراع وتازہ کاری: عہد بنی عباس کا تجزیاتی مطالعہ (اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز،، مجلہ: البصیرہ، جلد:۹، شمارہ:۱، جون ۲۰۲۰ء)، ص:۲۷-۵۷۔

[65] محمد ریاض محمود ومہتاب اعظم، عہد مغلیہ میں مسلم خواتین کی دینی وسماجی خدمات: تجزیاتی مطالعہ (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، مجلہ: فکر ونظر، جلد:۵۴، شمارہ:۴،۲۰۱۷ء)، ص۲۹۹-۲۷۷۔

[66] ملاحظہ ہوں: رضیہ مجید، اردو شاعری میں مسلم نشاۃ ثانیہ کے عناصر (۱۸۵۷ء تا حال)، پی ایچ ڈی شعبہ اردو (لاہور:، پنجاب یونیورسٹی، سیشن: ۲۰۰۸ء تا۲۰۱۳ء)۔؛حافظ محمد نسیم سرور، امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور اس کی نشاۃ ثانیہ کے مدارج: ایک علمی وتحقیقی مطالعہ ( کراچی: کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، ۲۰۱۰ء)، صفحات:۳۱۵۔۱

[67]پروفیسر خورشید احمد، "امریکہ: مسلم دنیا کی بے اطمینانی (11 ستمبر سے پہلے اور بعد)" مرتبہ: سلیم منصور خالد (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۲۰۰۵ء)، ص:۵۷۔

[68] مولانا محمد شہاب الدین ندوی، اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی نظر میں (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۳ء)، ص:۵۷۰-۱۔

[69]پروفیسر ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء، "دور جدید میں مسلمانوں کو درپیش تحدیات"، معاصر مسلم معاشروں کو درپیش فکری تحدیات "مقالات دوروزہ قومی کانفرنس، ۳۰-۳۱دسمبر ۲۰۱۶ء، شعبہ علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ، ص:۱۱-۱۷

[70] Edward W.Said,The Question of Palestine,Knopf Doubleday Publishing Group, New York ,2015,P 1-320

[71] زیبا افتخار، بھارتی دہشت گردی کا شکار: ریاست حیدر آباد دکن اور کشمیر (کراچی: ادارۃ معارف، معارف مجلہ تحقیق، جلد:۵، شمارہ:۱، ۲۰۱۵ء)، ص:۶۸-۵۱۔

[72]Humra Quraishi , The Indian Muslims: Ground Realities of the Largest Minority Community in India, Aakar Books, Delhi,2021, PP: 1-292

[73]Asif Bin Ali & Sabbir Ahmed , Buddhist Nationalism Rohingya Crisis and Contemporary Politics , Borno Prokash, Ltd, Dhaka ,Bangladesh , 2019

[74]ڈاکٹر عبداللہ فہد فلاحی، جدید ترکی میں اسلامی بیداری (لاہور: اسلامی پبلی کیشنز، س۔ن)، ص:۱۱۴-۱۔

[75] Steven Grosby, Nations and Nationalism in World History, Routledge Taylor and Francis Group, New York, 2022,P 117-136

[76] Philip Hamburger ,Separation of Church and State , Harvard University Press, Cambridge, 2009 , PP:1-528

[77] سید ابوالحسن علی ندوی، مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش، صفحات:۷-۳۴۷-۱۔

[78] ڈاکٹر فرید الدین طارق، تہذیبوں کے تصادم کا نظریہ فکرِ اسلامی کی روشنی میں (اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئیجز، مجلہ: البصیرہ، ج:۱۰، شمارہ:۲، جولائی-دسمبر ۲۰۲۱ء)، ص:۱۸-۱۔